

سامعین کو یاد ہوگا کہ اس کے بعد ہم نے تذکرہ میں یہ بھی بتایا تھا کہ مرزا قادیانی نے اپنے گھر کو وسیع کرنے اور بڑھانے کے لئے چندہ مانگنے کا حیلہ بناتے ہوئے بھی لکھا تھا کہ ہمارا گھر طاعون سے محفوظ رہے گا لہذا اس میں بہت سے آدمیوں کے رہنے کی جگہ کرنے کے لئے بڑا بنانے کی ضرورت اور اس لئے روپیہ کی حاجت۔ پس لاؤ چندہ!!!

گھر تو اس بہانے سے بن گیا چندہ بھی خاطر خواہ مل گیا اب حافظ جی تو لکھتے ہیں کہ آج تک اس گھر کا چوہا بھی طاعون سے نہ مرا۔ مگر مرزا قادیانی (حقیقت الہی کے ص ۳۲۹، خزائن ج ۳۳ ص ۳۳۲) پر اعتراف فرماتے ہیں کہ ”جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز چپ ہوا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف ران میں گھٹیاں نکل آئیں۔“

حافظ جی شاید اس کی بھی تاویل فرمادیں کہ گھر سے مراد ہے وہ خاص کمرہ جس میں مرزا قادیانی سوتے تھے بلکہ کمرہ سے مراد بھی وہ چار پائی جس پر وہ آرام فرماتے تھے بلکہ چار پائی سے بھی ان کا جسم یعنی مرزا قادیانی کے جسم میں طول کر گیا وہ طاعون سے نہ مرا۔

یہ سوک رشی کی تاویلات کا نمونہ ہے وہ فرمائے جائیں۔ حیران دہ و عبد الکریم کی روحیں اب دنیا میں آ کر نہ بتائیں گی کہ وہ خود مرزا قادیانی کے گھر ہی میں طاعون سے مرے تھے۔ محمد افضل و برہان الدین و محمد شریف و نور احمد وغیرہ خاص خاص مرزائی اب بول ہی نہیں سکتے کہ وہ کس درجہ کے فدائی تھے اور قادیان ہی میں مرزا قادیانی کی دیکھتی آنکھوں طاعون ہی سے ہلاک ہوئے۔ (دیکھو ذکر الکریم ص ۹۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ ہم حیران ہیں کہ حافظ جی کے جھوٹ کہاں تک جتائے جائیں ہم نے ہرگز اپنی تقریر میں مبالغہ کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اس آخری فیصلہ اور دعا کو یاد دلایا جس کی تصدیق میں مرزا قادیانی نے اس عالم کو چھوڑا۔

مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے باب میں اشتہار دیا جس کا عنوان ہی یہ بتا دے گا کہ یہ فیصلہ تھا نہ کہ مبالغہ۔ عنوان یہ ہے: ”مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ“

سارا اشتہار پڑھ جائے لیکن ایک جگہ بھی اگر مبالغہ کا لفظ لکھا جائے یا کہیں یہ بھی لکھا ہوا نظر آئے کہ اس دعا کے مقابلے میں مولوی صاحب موصوف بھی یہی دعا فرمائیں جیسا کہ ڈوٹی اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں مرزا قادیانی نے لکھا تو ہم ذمہ دار۔ پھر مزید ثبوت کے لئے جناب مرزا قادیانی کے حکم سے ان کے رشتہ دار نے جو حکم نامہ جناب مولوی صاحب موصوف کے نام

جاری کیا اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیے جو اس مضمون کو بالکل ہی واضح کر دیتی ہے۔
 مولوی ثناء اللہ صاحب نے ”حقیقت الوحی“ کی اس دعوت عام کو دیکھ کر جو تمام علمائے
 اسلام کو مرزا قادیانی کی طرف سے دی گئی تھی مرزا قادیانی کو لکھا کہ ”کتاب حقیقت الوحی بھیجئے
 تاکہ میں مہبلہ کی تیاری کروں۔“ اس کے جواب میں انہیں حکم مرزا قادیانی لکھا جاتا ہے کہ
 ”آپ کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا جس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ
 آپ کی طرف حقیقت الوحی بھیجئے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جس وقت مہبلہ کے واسطے
 لکھا گیا تھا کہ مہبلہ سے پہلے پڑھ لیتے مگر چونکہ آپ نے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر
 کی اور بغیر اس کے مہبلہ سے انکار کرے اپنے لئے فرار کی راہ نکالی اس واسطے مشیت ایزدی نے
 آپ کو اور راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ مرزا قادیانی کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی
 تحریک کی اور دوسرا طریق اختیار کیا۔“ اس عبارت سے ناظرین نے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ یہ
 دوسرا طریق مہبلہ نہیں بلکہ تعین عذاب بصورت دعا ہے اور مشیت ایزدی کے مطابق یہی آخری
 فیصلہ ہے۔ اس دعا کا اثر فیصلہ کر دے گا کہ اس باب میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

مرزا قادیانی کی دعا

”اے میرے آقا اے میرے بھیجے والے!..... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا
 دامن پکڑ کر تیری جناب میں آتی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں
 حقیقت میں مفید اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے۔“

(مجموعہ شہادت ج ۳ ص ۵۷۹)

ہم نے اس دعا کے اثر کا ذکر کیا جو دنیا نے دیکھ لیا مگر اس سے زیادہ شرمناک جھوٹ
 اور کیا ہوگا کہ حافظ جی اب تک اس کو مہبلہ کہہ جاتے ہیں حالانکہ مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد
 جب تمام ہندوستان میں اس دعا کی صداقت کا تذکرہ ہوا اور تمام المل بصیرت نے حقیقت کو جان
 لیا تو تمام مرزائی ٹولی نے پورا زور لگایا۔ آخر تین سو روپیہ کا انعام مقرر کیا اور یہی نتیجہ دیا کہ ”یہ فیصلہ
 نہ تھا مہبلہ تھا۔“ مرزائی خلیفہ نمبر ۱ کے وکیل منشی قاسم علی صاحب میدان مقابلہ میں آئے۔ سردار
 بجن سنگھ بی۔ اے پلیڈر فریقین کی طرف سے مسلمہ حکم مقرر کئے گئے۔ منشی قاسم علی صاحب اور
 مولوی ثناء اللہ صاحب میں مباحثہ و مناظرہ ہوا، آخر انجام مبلغ تین سو روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب
 نے حکم مرزائیوں سے وصول کیا اور غیر جانب دار حکم نے یہ فیصلہ دیا۔ (تحریر میں گو قدرے
 طوالت ہو جائے مگر ہم اس کے بعض کلمات مجتہد لکھ دیتے ہیں۔)

”میں صاف اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مرزا قادیانی کے اس جہان فانی سے بحیات مولوی ثناء اللہ صاحب رحلت فرمانے سے مرزا قادیانی کی دعا مندرجہ اشتہار خدائے تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس قبولیت کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اپنی زبان مبارک سے کیا۔
۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بنگلہم خداوندی مرزا قادیانی نے دیا تھا۔ خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول کر لی۔“

(ملفظ دستخط سردار بجن سنگھ بی۔ اے پلیڈر ۲۱ اپریل ۱۹۱۲ء)

سردار بجن سنگھ کے فیصلہ کے مطابق ہی نہیں ایسے خدائی فیصلہ کی رو سے جس کو سارے عالم نے دیکھ لیا، ہم بھی اس کی بڑے زور سے تائید کرتے ہیں مرزا جی کی اور دعائیں قبول ہوئیں یا نہ ہوئیں مگر یقیناً خدا نے مرزا قادیانی کی یہ دعا ضرور قبول کی اور دنیا کو دکھا دیا کہ اس مقابلے میں حق پر کون تھا اور باطل پر کون۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی ہیضہ میں مبتلا ہوئے، لاہور میں مر گئے، قادیان میں دفن ہوئے اور مولوی ثناء اللہ قلعہ مرزا نیت پر گولہ باری کے لئے اب تک موجود۔
ڈاکٹر عبدالحکیم اور مرزا قادیانی

حافظ جی ہماری شکایت کرتے ہیں کہ: ”ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کی طرف اشارہ کیا اور حقیقت کو بے نقاب نہیں کیا۔“ ہمیں افسوس ہے کہ وہ ہمارے بلانے کے باوجود بھی دیوار کے پیچھے ہی رہے اگر سامنے آجاتے تو ہم ”بے نقاب“ بھی کر دیتے۔
ناظرین نے حافظ جی کی نمبر ۳ دورتی میں دیکھا کہ جتنے دعوے بھی انہوں نے کئے ثبوت کسی ایک کا بھی نہیں دیا۔

۱..... کیا مرزا قادیانی کے وہ الفاظ وصیت نامہ لکھے جن میں انہوں نے یہ تحریر فرمایا کہ وہ فلاں تاریخ سے تین برس کے اندر مر جائیں گے۔

۲..... یہ حوالہ دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے کب اور کن الفاظ میں اپنی سابقہ پیش گوئی میں ترمیم کی؟ اب حافظ جی کی یہ تمنا ہے کہ ہم ہی ان کا نقاب اٹھائیں تو یہ لیجئے ناظرین ملاحظہ کریں کہ نقاب کے اندر کیا ہے؟

پہلے یہ معلوم کیجئے کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کے متعلق خود ہی کیا ارشاد فرماتے ہیں:
”میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا۔ (تریاق القلوب ص ۶۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸۳)“ (یعنی ۱۳۰۰ھ میں مرزا قادیانی کی عمر چالیس برس کی ہوئی)

(تریاق القلوب ص ۱۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۲ حاشیہ) پر فرماتے ہیں کہ خدا نے ان پر الہام

کیا "میں (خدا) تجھے (مرزا کو) اسی برس یا چند سال زیادہ اس سے کچھ کم مردوں گا۔" (اب یہ مرحومہ الہام بھی ایک لطیفہ ہے مرزا کا دیوانی کا الہام کرنے والا ایسی ہی عجیبی شکل کی باتیں کہا کرتا ہے۔) اس نکتہ عقیدت کا تصریح کے ساتھ اور ملاحظہ کیجئے۔

"آخری زمانہ اس کج موعود (مرزا کا دیوانی) کا ادنیٰ ہی نے ۱۳۳۵ء میں لکھا ہے جو خدائے تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے۔"

(حقیقت انویس ۱۰۰، نوائن ج ۲۲ ص ۱۳۸)

پس ان دونوں مرحومہ الہاموں کی رو سے مرزا کا دیوانی کو ۱۳۳۵ء میں عمر (۳۵+۳۰) = ۶۵ سال مرنا چاہئے تھا۔ یہی ان کا اعلان بھی بقول ان کے خدا کا الہام اور دیوانی نبی کی دی ہوئی خبر۔ ان اقوال کے دیکھنے کے بعد اب فیصلہ بہت آسان ہو گیا اس لئے کہ اس میں تو غالب کسی کو مجال انکار ہی نہیں کہ مرزا کا دیوانی ۱۳۲۶ء میں مرے یعنی اپنی میعاد مقررہ سے (۱۳۳۵-۱۳۲۶=۹) پر ۹ برس پہلے، اس کا سبب مرزا کا دیوانی بتائیں یا نہ بتائیں ہم بتائے دیتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے اعلان الحق ص ۵۰۴ پر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ اعلان کیا کہ "صادق کے سامنے شریفنا ہو جائے گا یعنی (۳) سال کے اندر میرے سامنے مرزا کا دیوانی مر جائیں گے۔"

اس کے جواب میں مرزا کا دیوانی اپنے اشتہار مجریہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء میں فرماتے ہیں: "میں سلامتی کا شہزادہ ہوں کوئی مجھ پر غالب نہیں آسکتا، بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۰) (بقیہ عبارت مرزائی حقیقت کا اظہار نمبر ۱ میں ملاحظہ کیجئے)

اس میں مرزا کا دیوانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مرنے کی پیش گوئی کس معنائی کے ساتھ کی اس لئے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے غضب میں آکر اس وقت سے ۱۳ مہینے کی میعاد بتائی۔ جس کے جواب میں مرزا کا دیوانی فیصلہ فرماتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ الہام ہوا کہ اشتہار تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء درمیان میں مہارت محذوف (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱) "انہی دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا میں تیری عمر بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۳ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن چشبین گوئی کرتے ہیں۔ سب کو جو ہونا کر دوں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے زور بردار صاحب لعل کی طرح نابود اور جاہ ہوگا تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔ تیرے مخالفوں کا اغوا اتنا تیرے ہی

ہاتھ سے مقدر تھا۔“ اور آگے بڑھنے اور ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء کا بدردیکھنے کہ انتقال سے دو دن پہلے بھی جناب مرزا قادیانی اسی مرحومہ الہام کو اپنی صداقت کا معیار بتا رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس الہام میں دو خاص وعدہ ہیں اور ان کا خفا کی طرف سے ہونا بتا کید بیان کیا جا رہا ہے۔

۱..... (مرزا قادیانی) کی عمر بڑھا دوں گا۔

۲..... (مرزا قادیانی کا دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم) اصحاب فیل کی طرح نابود ہوگا، ان کا خزاوانہ (مرزا قادیانی کے) ہاتھ میں مقدر تھا۔

پس کیا مرزا قادیانی کی عمر بڑھی؟ نہیں بلکہ برس پہلے مرے۔

کیا ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرزا قادیانی کے سامنے مرے؟ اس لئے کہ ان کا مرنا اور قتل ہونا مرزا قادیانی کے ہاتھ سے مقدر تھا۔ نہیں بلکہ وہ اب تک زندہ ہیں اور مرزائیت کے انہدام میں مصروف۔ لہذا یہ الہام جھوٹا ہوا اور سچے جموں نے کافر قتل کیا۔

تھوڑی دیر کے لئے اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی پیش گوئی میں کوئی حیرت ترمیم کی ہو نیز اگر برائے چندے یہ مان بھی لیا جائے کہ مرزا قادیانی نے اپنے تمام سابقہ مرحومہ الہاموں کے خلاف اپنے مرنے کی میعاد بھی تین سال بیان کر دی ہو جب بھی یہ الہام جموں نے، ان کی عمر نہ بڑھی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم ان کے سامنے نہ مرے بلکہ مرزا قادیانی ان کو اچھا بھلا چھوڑ کر چل دیئے۔

پس وہ مفتری، کاذب اور شریر ثابت ہوئے، حافظ جی کی اور دلیری دیکھئے۔

چہ دلاوردست دزدراکہ بکف چراغ دارد

ہم سے پوچھتے ہیں (آخری صفحہ کے حاشیہ کی سطر کو ذرا غور سے پڑھئے) ”اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں ڈاکٹر مرے گا؟“ ہم جواب دیں یا ناظرین خود جواب دے لیں گے ہمیں ضرورت نہیں کہ ہاں ہاں اسی میں لکھا ہے کہ ”عبدالحکیم میرے سامنے آسانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔“ اسی میں لکھا ہے کہ ”وہ خود تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔“ ہمیں یقین ہے کہ اب ہمارے ناظرین ہی ان سے کہہ دیں گے کہ آنکھیں ہوں تو دیکھو عدنان منکن جواب اس کو کہتے ہیں۔

حافظ جی کے متعلق تو ہمیں امید نہیں ہاں ہمارے وہ بھولے بھالے افراد جو ان کے بہکاوے میں آکر مرزائیت کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس ہدایت نامہ ہی کے ذریعے بحول اللہ وقوتہ ہدایت پا جائیں تو اچھا ہو۔ وما علینا الا البلاغ۔

التحقیق الصحیح فی حیات المسیح امام بخاری پر اعتراض کی تہمت

حافظ حجتی کو ان کے مزمومہ مجدد کی وراثت میں اور کچھ ملایا نہ ملا مگر اس کا ہم نے ضرور اندازہ لگا لیا کہ جھوٹ کا ورثہ ان کو کافی مقدار میں نصیب ہوا اسی لئے وہ ایسے بیان کے متعلق بھی جھوٹ بولتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے جس کے سننے والے ان کے پڑوس ہی میں بہت سے موجود ہیں۔

ہم نے ”موقوفیک“ کے معنوں (حافظ حجتی نے اسی طرح لکھا ہے) کے متعلق بخاری پر اعتراض ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ حضرت امام بخاریؒ کی ذمہ داری کے متعلق یہ بیان کیا کہ وہ اپنی صحیح میں جہاں سند صحیح کے ساتھ احادیث کو ذکر فرماتے ہیں وہاں تعلیقات کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ (حافظ حجتی تو شاید تطبیق کی اصطلاح کو بھی نہ جانتے ہوں گے۔) حضرت ابن عباسؓ کا وہ قول جو امام بخاری نے نقل کیا اور مرزائی اس کو بڑی شد و مد سے دلیل میں لاتے ہیں اس کو امام صاحب نے مستند احادیث میں داخل نہیں فرمایا بلکہ تعلیقات ہی کے ضمن میں ذکر کیا اور امام بخاری کی تعلیقات و آثار موقوفہ علی الصحابہ کے متعلق علامہ سخاویؒ ”فتح المشیخ“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی روایات میں صحت کی ذمہ داری لے کر امام بخاری جس چیز کو نقل فرماتے ہیں وہ صرف وہی احادیث ہیں جن کی سند انہوں نے بیان فرمائی: ”دون التعلیق والاشار الموقوفة علی الصحابہ“ نہ کہ تعلیقات اور وہ آثار جو کہ صحابہ پر موقوف ہیں۔“ بقول سخاوی، امام بخاری ان کی ذمہ داری ہی نہیں لیتے۔

ہمارے اس کہنے کو ”امام بخاری پر اعتراض“ سے تعبیر کرنا ایک کھلا افتراء ہے۔ امام بخاری روایت میں بے حد محتاط جانتے تھے کہ اس اثر ابن عباس کے راوی ایسے مستند نہیں ہیں جیسے اور ان احادیث کے جو انہوں نے ذکر فرمائی اس لئے انہوں نے ان کو سند ذکر ہی نہیں فرمایا کہ ان پر ذمہ داری رہے۔

اب وہ جرح ملاحظہ کیجئے جو اس اثر کے راوی پر علماء رجال نے فرمائی ہم نے اپنی طرف سے بے ثبوت نہ کچھ کہا، نہ کہیں احادیث و آثار کی جانچ پڑتال کتب اسمائے رجال سے ہوتی ہے اور اس کا یہ طریق۔

قسطلانی نے اس اثر کے اسناد کو اس طرح ذکر فرمایا: ”وقال ابن عباس فمارواه ابن ابی حاتم من طریق علی بن طلحة عنه فی قوله تعالیٰ یا عیسیٰ انی

متوفيك معناه ميتك“ یعنی اس اثر کو حضرت ابن عباسؓ سے علی ابن طلحہ روایت کرتے ہیں

لہذا قواعد فن رجال کے مطابق علی بن طلحہ کو دیکھا جائے گا کہ ان کی کیفیت کیا ہے؟

۱..... میزان میں موجود کہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ”کہ اشیاء منکرات“ دحیم کہتے ہیں کہ علی ابن طلحہ نے ابن عباسؓ سے تفسیر سنی ہی نہیں۔

۲..... خلاصہ میں کہا گیا۔ قسوی فرماتے ہیں کہ علی بن طلحہ اضعیف ہے۔

۳..... تقریب میں ہے علی بن طلحہ سالم موٹی بنی عباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ

من السادۃ پس جو چھوٹی عمر میں ابن عباس سے جدا ہوئے ان سے تفسیر کو سنا ہی نہیں۔ منکرات

کے راوی اور پھر ضعیف، ایسے راوی کی روایت سے استناد اور صاف صاف صریح آیات قرآن

کریم اور امام بخاری ہی کی روایت کردہ اصح احادیث کے معنی کو بدلنا مرزائی فریب اور دھوکہ نہیں تو

کیا ہے۔ پھر اگر ابن عباس ہی کے قول سے استناد ہے تو ان کے بتائے ہوئے پورے معنی کو ماننا

صرف ایک لفظ کو لینا لا تقربوا الصلوٰۃ (نماز کے قریب ہی نہ جاؤ) کو ماننا اور واتم سکاری

(در آنجا کہ تم نشے میں ہو) کو چھوڑنا تو منون ببعض و تکفرون ببعض نہیں تو کیا ہے؟

ابن عباس ہی کی بات مانتے ہیں تو دل ماشاد۔ آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ انہوں نے متوفیک

کے معنی میتک کس مطلب سے کہے اور وہ اس وعدہ میجک کے پورا ہونے کا وقت کب بتا رہے

ہیں۔ (در منثور ص ۳۶ ج ۲) عن ابن عباس قال قوله عزوجل یعیسیٰ انی متوفیک

ورافعک الیٰ قال انی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان۔ ابن عباسؓ سے مروی کہ

انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان انی متوفیک و رافعک کے متعلق فرمایا ”میں تمہیں اٹھانے والا

ہوں اور پھر آخر زمانہ میں تمہاری توفیٰ کرنے والا ہوں۔“ یعنی چونکہ واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہوتا

لہذا ابن عباس اس امر کے قائل ہیں کہ پہلے رفع ہو گیا اور توفیٰ آخر زمانہ میں ہوگی اور زیادہ تفصیل

دیکھئے طبقات کبریٰ مطبوعہ یورپ ج ۱ ص ۲۶ پر موجود ہے۔ ”اخبرنا هشام ابن السائب

عن ابیہ عن ابی الصالح عن ابن عباس“ (اس سند کے بعد ایک طویل اثر کو ذکر فرمایا

جس میں حضرت عیسیٰ کے اٹھائے جانے کا مفصل حال ہے اس کا آخری جملہ یہ ہے) ”ان اللہ

رفعه (ای عیسیٰ بن مریم علیہما السلام) بجسدہ وانہ حی الان و سیرجع الی

الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یموت کما یموت الناس“ حضرت ابن عباسؓ فرماتے

ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کو ان کے جسم کے ساتھ اٹھالیا یقیناً وہ اب زندہ ہیں اور

عقرب دنیا کی طرف لوٹیں گے اس میں بادشاہ نہیں گے پھر جس طرح اور آدی مرتے ہیں اسی

طرح میں گئے۔“ ناظرین نے دیکھ لیا کہ ابن عباس کس صراحت کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔
جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے

حافظ جی کا پانچ سو روپیہ انعام

تین مہینے خوابِ غفلت میں پڑے رہنے کے بعد لوگوں کے جھڑ جھڑانے سے ڈرا آنکھ
کھلی تو نیند کی ادنگھ میں حافظ جی کو وہی گرو جی کی پرانی چال یاد آئی جس میں سادہ لوح بہت جلد
پھنس جاتے ہیں، حافظ جی میں اگر ہمت اور جرأت تھی تو ہمارے بلانے ہی پر سہی سامنے آتے۔
ہم کیا ہیں کہ ہماری طبیعت وہ دیکھتے۔ ہاں! اللہ جل و علا رسول اللہ ﷺ و صحابہؓ نے جو کہا ہے وہ انہیں
سناتے اور دکھاتے۔ اس وقت ان کی انعام بازی کی ساری قلعی کھل جاتی، روپیہ کے لالچی تو حافظ
جی ہی ہوں گے کہ ماہانہ سو روپہلی کے لئے باوصف بے علمی اشتہار بازی پر مجبور ہوئے۔ ہم یقیناً
پہلے روز مل کے مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے (جو مرزائیوں کے ہاتھوں برباد ہی ہو رہی
ہے۔) ان سے کہتے کہ پانچ سو روپیہ کسی مستند کے پاس جمع کیجئے اور نفس جواب لیجئے، اب کہ ہم
اپنے بھولے بھائیوں کو سمجھانے کے لئے یہ سلور لکھ رہے ہیں کہ جب حسبہ للہ انہیں مرزائی
چال کا پول کھول کر دکھائے دیتے ہیں۔

حافظ جی لکھتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں اپنے گرو جی کی عمر بھر کی علمی پونجی کا خلاصہ
سامنے لاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”ایک بھی ایسی مثال قرآن سے، حدیث سے، لغت عرب سے پیش کر دیں کہ فعل تو ملی
باب تفعّل سے ہو اور اس کا قائل اللہ ہو اور مفعول کوئی انسان ہو اور پھر اس کے معنی قبض روح کے
سوا قبض جسم وغیرہ کے ہوں۔“ یہ تو ایک علیحدہ بات ہے کہ چونکہ شاید ادنگھ کی حالت میں حافظ جی لکھ
رہے ہیں لہذا مرزا قادیانی کی پوری تحریر یا تو سمجھ ہی میں نہ آئی یا لکھتے وقت پھر جھوٹا آ گیا، لہذا ان
کے دعوے کو پوری طرح نہ لکھ سکے بہر لوع ہمیں نتیجہ دعویٰ کے لئے اول یہ دکھانا ہے کہ قبض روح
سے مرزا قادیانی کی کیا مراد ہے؟ اور ان کے نزدیک اس کے کیا معنی؟

الف..... ”تمام مقامات میں تونی کے معنی موت اور قبض روح کئے گئے ہیں۔“

(ازالہ ابہام ص ۸۸۶، خزائن ج ۳ ص ۵۸۴)

ب..... ”صرف ایک ہی معنی قبض روح اور موت کے لئے مستعمل تھا۔“

(ازالہ ابہام ص ۸۸۶، خزائن ج ۳ ص ۵۸۴)

ج..... اول سے آخر تک قرآنی مادہ کی ثابت کرتا ہے کہ ہر جگہ درحقیقت تولیٰ کے لفظ سے موت ہی مراد ہے۔ (ازال اوہام ص ۳۳۳، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷)

ان تینوں حوالوں نے بتا دیا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک قبض روح اور موت دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ قبض روح کے معنی موت اور موت کے معنی قبض روح۔

اب اسی آیت کو لیتے جو حافظہ حسی نے خود کبھی فقط ہم ہی نہیں کہتے بلکہ خود مرزا قادیانی اور ان کی ذریت بھی یہی کہنے پر مجبور ہوگی۔ ہر ترجمہ قرآن کریم میں بتائے گا اور معمولی علم والا بھی جان جائے گا کہ اس آیت میں تولیٰ کے معنی موت کے نہیں۔ هو الذی یتوفکم باللیل و یعلم ما جر حتم بالنہار (وہی ہے جو تم کو رات کے وقت لے لیتا ہے اور جانتا ہے کہ تم نے دن میں کیا کیا)

کیا بھول مرزا قادیانی کوئی عقل والا یہاں یہ معنی کر سکتا ہے کہ وہی ہے جو تم کو رات کے وقت مار ڈالتا ہے اور کیا ہر آدمی رات کے وقت مر جاتا ہے۔

خور سے دیکھ لیتے کہ تولیٰ باب تعلق سے ہے فاعل اللہ ہے مفعول انسان اور معنی موت کے نہیں بلکہ نیند کے ہیں۔

اگر مرزائی یہ کہیں کہ نیند بھی تو مجازی موت ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے فرمایا "اس جگہ تولیٰ سے مراد حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے جو نیند ہے۔"

(ازال اوہام ص ۳۳۶، خزائن ج ۳ ص ۲۶۹)

تو اس مجازی کا جواب مرزا قادیانی کے خود کلمات میں کلمہ درحقیقت سے لیتے یا تو یہ کہتے کہ نیند درحقیقت موت ہے اور یا یہ کہتے کہ تولیٰ کے معنی درحقیقت موت نہیں، نیند کو حقیقی موت تو کوئی امتق ہی بتائے گا۔ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تولیٰ کے معنی درحقیقت موت نہیں۔

جس جگہ تولیٰ کے معنی موت کے کرتے ہوئے بھی مرزا قادیانی کے نزدیک اس سے مجازی موت یعنی نیند مراد لی جاسکتی ہے تو انہیں سوائے اپنے دعویٰ مسیحیت کے بطلان کے خوف کے کوئی دشواری حائل ہے کہ وہ انی متولیک میں بھی ایسی ہی مجازی موت یعنی نیند مراد لے لیں جبکہ اثر امام حسن بھری بھی اس کی تائید میں موجود اور بعض مفسرین اہل حق نے اس مراد کو ذکر بھی فرمایا ہے تو ابھی طرح واضح ہو گیا کہ تولیٰ کے معنی درحقیقت موت نہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ درحقیقت اس کے کیا معنی ہیں؟

کتاب لغت میں تصریح کے ساتھ موجود کہ: التوفیٰ اخذ النفس و افیاء۔ توفیٰ کے (حقیقی) معنی ہیں کسی چیز کا پورا پورا لے لینا، موت کے معنی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اس کو علامہ زحرفی جن کی امامت لغت عرب کو مرزا جی بھی تسلیم کرتے ہیں صاف بتا رہے ہیں کہ من المجاز توفیٰ وتوفاه الله ادرکتہ الوفاة۔ یعنی توفیٰ موت کے مجازی ہیں حقیقی نہیں، مجازی معنی موت یا نیند وغیرہ میں اسی وقت لیا جائے گا جبکہ کوئی قرینہ موجود ہو ورنہ اپنے اصلی و حقیقی ظاہری معنی میں رہے گا۔ قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے اصول کا متفق علیہ مسئلہ کہ۔

۱..... النصوص تحمل علی ظواہرها و صرف النصوص عن ظواہرها الحاد نصوص کو ان کے ظاہری معنی پر حمل کیا جائے گا۔ نصوص کو ظاہری معنی سے پھیرنا الحاد ہے۔

۲..... السلفظ تحمل علی الحقیقة مالم یصرف عنها صارف لفظ اپنے حقیقی معنی پر حمل کیا جائے گا۔ جب تک کہ اس کو پھیرنے والا (قرینہ) ظاہری معنی سے نہ پھیر لے۔ ان

لغت و اصول کی باتوں کو سیدھے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ توفیٰ کے اصلی معنی ہیں پورا پورا لینا۔

پس جہاں کہیں بھی یہ لفظ استعمال کیا جائے گا۔ اس کے اول یا بعد کے الفاظ قرینہ بن کر بتا دیں

گے کہ کس چیز کا پورا پورا لینا مراد ہے اگر آگے پیچھے کا کوئی لفظ یا جملہ یہ ظاہر کرے گا کہ موت

مراد ہے تو مجازی معنی موت کے ہو جائیں گے۔ نیند کا قرینہ ہوگا تو نیند کے۔ جزاوسزاکا ذکر ہوگا

تو اس کے۔ حق لینے کا بیان تو اس کے۔ غرض جیسا قرینہ ہوگا ویسے معنی۔ مثلاً دوسری آیت

لیجئے۔ واللہ خلقکم ثم یتوفکم ومنکم من یرد الی ارضہ العمر اس میں یرد الی

الارضہ العمر کا قرینہ معنی موت پر دلالت کرنے والا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے موت کے

معنی ظاہر کرنے کے لئے (ازالہ الاحیاء ص ۳۳۰، ۳۳۱، خزائن ج ۳ ص ۲۶۸، ۲۶۹) پر بہت سی آیتیں

لکھیں مگر ان سب میں آگے پیچھے کے لفظ موت کا قرینہ ہیں، اس لئے موت کے معنی اور دیکھئے اللہ

یتوفی الانفس حین موتہا والقی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا

الموت ویرسل الاخری الی اجل منسفی یہاں ایک ہی آیت میں توفیٰ کی دو شاخیں موجود

ایک موت کی کیفیت، دوسری نیند کی حالت۔ دیکھنا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معاملے میں کوئی

صورت ذکر کی گئی، جیسا کہ ہم نے ابھی بتایا کہ قرینہ توفیٰ کی مراد کو واضح کرے گا وہاں بھی ہمیں

قرینہ ہی دیکھنا ہوگا۔

حافظ جی نے تو غالباً ادلہ کے سبب عجب بے کا سوال کیا ہے کہ ”توفیٰ کے معنی قبض روح

کے سوا قبض جسم وغیرہ کے ہوں۔“ پہلے تو انہیں یہ غور کرنا چاہئے کہ یہ دعویٰ کس نے کیا، کب کیا، کہاں کیا؟ کلمہ تو ملی ہی کے حقیقی معنی میں قبض جسم ہیں۔“

مسلمانوں کا دعویٰ تولفت کی رو سے صرف اس قدر ہے کہ تولتی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ اگر کسی میں حوصلہ ہو تو یہ دکھائے کہ تولتی کے معنی پورا لینے کے نہیں بلکہ صرف موت ہی کے ہیں، ہمارا دعویٰ ہے کہ ”لینے“ کے ساتھ جو قرینہ ہوگا اس قرینے کے مطابق ”لینے“ کا مطلب ہوگا۔

اب دیکھئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جہاں وعدہ متوفیک فرمایا گیا ہے وہاں کیا قرینہ ذکر میں آیا۔ آیت کریمہ ہے: ”یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی“ (اس آیت کا ترجمہ ہم مزید اتمام حجت کے لئے وہی کئے دیتے ہیں جو مرزا قادیانی کے خلیفہ اول صاحب نے کیا ہے) اے عیسیٰ علیہ السلام میں لینے والا تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف۔

قرآن

۱..... حق تعالیٰ خطاب کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے یہ ایک نام ہے کس کا؟ روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کا۔

۲..... تولتی (پورا لینے) کا اطلاق کس پر ہوگا؟ عیسیٰ علیہ السلام کے وجود یعنی روح و جسم دونوں پر۔

۳..... رفع (اٹھانا) کس چیز کا ہوگا؟ روح اور جسم دونوں کا۔

۴..... تولتی (پورا پورا لینا) رفع (روح و جسم کا اٹھانا) کس کی طرف ہوگا؟ اللہ کی طرف۔

پس ان قرآن نے صاف کر دیا کہ یہ تولتی ایک علیحدہ قسم کی تولتی ہے جس میں نہ نیند کی کیفیت، نہ موت کی صورت بلکہ شکل ہی سب سے جدا، یعنی تولتی مع الرفع اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس طرح خاص جیسے بغیر باپ کے پیدا ہونا، انہی کے لئے مخصوص۔ اس تولتی کا نمونہ کس آیت یا حدیث میں کسی دوسرے شخص کے لئے طلب کرنا سراسر بیہودگی بلکہ فریب اور دھوکہ دہی، اس شان کی تولتی کا وعدہ کسی کے ساتھ کیا ہی نہیں گیا اور نہ کسی کی تولتی اس طرح ہوئی بلکہ جس طرح ان کے پیدا ہونے کے اعجاز میں اعجاز اس طرح ان کی تولتی بھی اعجازی۔ نظر بریں ہمیں خیال آتا ہے کہ ہندوستان میں ایک صاحب نے حیات مسیح علیہ السلام کو بدلائل ساطعہ ثابت کرتے ہوئے۔ مرزائی چیلنج کا جواب دیتے ہوئے تمام مرزائی پارٹی کو ایک ہزار روپیہ انعام کا

چیلنج“ دیا کہ ”اگر فضل تو ملی، رفع کے ساتھ مستعمل ہے اور عقل و دلوں کا اللہ ہو اور مقبول ڈی روح ذات واحد ہو تو وہاں تو ملی کے معنی اخذ مع الرفع ہی کے ہوں گے، نہ کوئی اور معنی۔ اگر کوئی مرزائی سارے قرآن کریم میں ایک مقام پر بھی اس کے خلاف دکھائے تو اسے مسلح ایک ہزار روپے پھانجام ملے گا۔“

اس چیلنج کو دے ہوئے بھی برسوں گزر گئے مگر آج تک کسی مرزائی کو جواب کی جرأت نہ ہوئی، اس امر پر تمام مسلمانوں کا یقین و ایمان کہ عیسیٰ حضرت مسیحی علیہ السلام بھی انسان، اللہ کے بندے اور رسول عظیم الشان، بے شک حسب فرمان و اخبار عالم مائیکون و کان سید انس و جان علیہ السلام اس دنیا میں مکرر تشریف لائیں گے۔ نکاح کریں گے۔ وصال کو قتل فرمائیں گے۔ پھر مدینہ منورہ ہی میں انتقال فرمائیں گے اور وہیں مقبرہ مبارکہ میں دفن کئے جائیں گے۔ حافظ جی نے آیت کل نفس ذاکر الموت لکھی مرزا کا دیوانی نے ساری اس قسم کی آیتوں کو جمع کر کے اپنی انجمنی قوت صرف کر دی، مگر سب بے کار گئی، اس لئے کہ ان کو تو اس وقت پیش کیا جائے۔ جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کبھی موت ہی نہ آئیگی۔ بے شک بے شک وہ رجوع الی اللہ جس کے بعد پھر دنیا کی طرف نہ لوٹیں ہوگا اور ضرور ہوگا۔ بھی رفع الی اللہ ہوا ہے۔ یہ کہنا کہ ”اگر کسی نبی کو آسمانہ کے لئے ذمہ رکھنا خدا کی سنت ہوتی تو حضرت رحمۃ اللعالمین (فداہ الہی و امی) کو کہتا۔“ کتاب و سنت سے جہالت پختی۔ ممکن ہے کل کو کوئی یہ بھی کہے کہ اگر کسی نبی کو بغیر باپ کے پیدا کرنا خدا کی سنت ہوتی تو حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ کو اس طرح بے باپ کے پیدا کرنا۔ اسی طرح دیگر مجنوناں انبیاء علیہم السلام کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ زالی تو ملی اور دوبارہ تشریف آوری کمالات محمدی ﷺ ہی کے اظہار کے لئے ہوئی کہ بنی اسرائیل کے نبی اولوالعزم بھی دنیا میں تشریف لائیں اور حضور انور ﷺ کے نائب و خلیفہ بن کر خدمات اسلام بجالائیں تاکہ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو مرض اقبیاد نسلی میں مبتلا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ہم بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے نبی کو نہیں مانتے، ان کی گردنیں ٹوٹ جائیں اور وہ اسرائیلی نبی حضرت مسیح ناصری کو رحمت اللعالمین سید المرسلین ﷺ کی اطاعت و خلافت کرتے ہوئے دیکھ کر سب کے سب اسلام لائیں اور سمجھ جائیں کہ یہ نبی سارے عالم کے نبی۔ ان کی امت میں نہ گورے کالے کا فرق، نہ حسب و نسب کا امتیاز۔ سب مساوات کے ساتھ ان کے دین میں داخل اور ساری دنیا ان کی امت میں شامل۔

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بعثت الی الاسود والاحمر میں تو کالے اور سرخ کے لئے مبعوث کیا گیا۔ رنگ و نسل کے امتیاز کو حضرت ﷺ نے مٹایا آج اگر مردانی عیسائی کو اسلی اور جلی مسیح نامصری کے مقابلے میں نقلی اور جعلی مسیح بننے کی غرض سے ان کے ساتھ حاد و دشمنی ہے تو ہوا کرے اور ان کے چیلے اگر اسی صداوت کا اظہار بدیں الفاظ کرتے ہیں کہ ”ہمیں بنی اسرائیل کے نبی کی حاجت نہیں۔“ تو کیا کریں سارے عالم کے نبی (فداہ ابی دای) اس ہرزہ سرانی کا جواب پہلے ہی فرما گئے کہ انا اولی الناس بعیسی بن مریم..... ارح! حضرت سید المرسلین ﷺ کے اظہار عیان ہی کے لئے رب العزت نے یہ حکمت رکھی کہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت حضرت مسیح نامصری علیہ السلام نزول فرمائیں تاکہ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ قاطبی النسل محمد بن عبداللہ مہدی علیہ السلام امامت کر رہے ہیں اور بنی اسرائیل کے نبی ان کے مقتدی۔ اگر کوئی جدید صاحب شریعت نبی آپ کے بعد آتے تو۔

۱..... وعدہ ختم نبوت مخالف ہوتا۔

۲..... ان کی شریعت کی ضرورت وعدہ تکمیل دین کے خلاف ہوتی۔

اگر غیر صاحب شریعت جدید نبی آتے تو

۱..... وعدہ خاتم النبیین کے خلاف ہوتا۔

۲..... ایسے نبی تو اور انبیاء کے بعد بھی آئے اس میں شان تخصیص نہ رہتی۔

سید المرسلین نبی الانبیاء ﷺ جن کی نبوت کا حقائق سب رسل و انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا۔ ان کی خاص شان کا اسی طرح اظہار کہ نبی اولو العزم صاحب شریعت (جن کی شریعت نافذ ہوئی مگر شرع مصطفوی سے منسوخ ہو چکی) تشریف لائیں مگر تابع شرع مصطفوی بن کر پورے صدیق یکسون خلیفتی علی امتی ہو کر۔ اس لئے اس دلقریب منظر کو اس شادمانی و خوشی کے وقت کہ حضور انور ﷺ اس طرح پیش فرماتے ہیں۔ تاتقی صلوا عن ابی مریرة قال قال رسول اللہ ﷺ کیف انتم اذا نزل عیسی بن مریم من السماء فیکم و امامکم منکم تم۔ اس وقت کیسے (خوش) ہو گے جب عیسی بن مریم آسمان سے تم میں نزول فرما ہوں گے اور تمہارا امام ہی میں سے ہوگا۔

اللہم امانا و صدقنا بما اخبرنا نہیہنا ﷺ

ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم
 القیمة ان عیسیٰ علیہ السلام یأتی علیہ الفنا
 مذکورہ بالا احادیث کے متعلق حافظ جی نے نا حق یہ کہنے کی بھی تکلیف گوارا فرمائی کہ
 ”یہ کوئی معتبر روایتیں نہیں نہ صحاح ستہ میں ان کا وجود پھر قرآن ان کو رد کر رہا ہے۔ صحیح حدیثیں ان
 کو رد کر رہی ہیں۔“

یہاں انہوں نے یقیناً حق شاگردی مرزا ادا نہیں کیا۔ انہیں وہی کہنا چاہئے تھا جو ایسے
 مواقع پر مرزا قادیانی نے کہا جب کبھی علماء نے کلام الہی کی تفسیر میں احادیث کو پیش کیا اور مرزا
 قادیانی کا دم بند ہوا تو مرزا قادیانی نے جھٹ کہہ دیا کہ۔
 ۱..... ”جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اسے اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو
 چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔“

(حاشیہ تحفہ گلزدہ میں ۱۰، خزائن ج ۷ ص ۵۱)
 ۲..... ”اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۱۶۰)
 مسلمان تو یقیناً قرآن کریم کو اسی طرح سمجھتے ہیں جس طرح حضور صاحب وحی
 و کتاب ﷺ نے اپنی احادیث میں سمجھایا۔ مرزا قادیانی نے جب قرآن ہی کے متعلق یہ فرما دیا کہ
 ”زمین سے اٹھ گیا تھا میں آسمان سے لایا ہوں۔“ تو حدیثوں کا انکار کر دینا ان کے لئے کیا بڑی
 بات تھی۔

حافظ جی کو تو خبر نہیں مگر ہاں علم دین سے معمولی حصہ پانے والا بھی جانتا ہے کہ یہ کہنے
 سے کہ ”کوئی معتبر روایتیں نہیں نہ صحاح ستہ میں ان کا وجود..... الخ“ کوئی حدیث غیر معتبر نہیں
 ہو سکتی۔ کیا صحاح ستہ کی حدیثوں کے سوا تمام احادیث غیر معتبر ہیں؟ اور کیا صحاح ستہ کی کسی
 حدیث میں کسی قسم کا ضعف ہے ہی نہیں؟ (اللہ اس جہالت سے پناہ میں رکھے)

۱..... پہلی حدیث علامہ ابن کثیر و ابن جریر نے اپنی اپنی تفاسیر میں باسناد صحیحہ نقل فرمائی۔
 ایک سند ہم نقل کئے دیتے ہیں: ”قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عبدالرحمن
 حدثنا عبداللہ بن ابی جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن قال
 قال رسول اللہ ﷺ للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم
 القیمة۔“ رسول ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور وہ یقیناً تمہاری

طرف قیامت کے دن سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔

۲..... وفد نصاریٰ بنی نجران کی دربار رسالت میں حاضری کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں اس قدر شہرت کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ تاریخ اسلام سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والے کو بھی اس کی خبر ہوگی۔ ابن ہشام نے تفصیل لکھی جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ ہم نے اس واقعہ کے صرف اس قدر حصہ کو نقل کیا جس کا ہمارے مضمون سے تعلق تھا۔ اب اس کی سند بیان کئے دیتے ہیں: ”اخرج ابن جریر ابن ابی حاتم عن الربیع قال ان النصاری اتوا رسول الله ﷺ فخاصموا فی عیسیٰ بن مریم علیه السلام وقالوا له من ابوه وقالو علی الله الكذب البهتان فقال لهم النبی ﷺ الستم تعلمون انه لا یكون ولداً الا وهو لیشبه اباه قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حتی لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفنا قالو بلی“ نصاریٰ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے باپ میں محاصمہ کرنے لگے اور کہا کہ (اچھا تاؤ) ان کا باپ کون ہے؟ پھر خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگے۔ (یعنی ان کو خدا کا بیٹا بتایا۔) حضور ﷺ نے فرمایا تم نہیں جانتے بیٹا ہمیشہ باپ سے مشابہ ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! حضور نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب تو ایسا زعمہ ہے کہ کبھی نہیں مرے گا ہی نہیں اور یقیناً عیسیٰ علیہ السلام پر فتا آئے گی۔ وہ بولے بے شک، یا اللعجب کہ اصلی مسیحی تو حضور کے سامنے ”مسیحی“ کہیں مگر جعلی و نقلی مسیح کے ہیرو ”لا“ ہی کہے جائیں۔

حضور اکرم ﷺ فرمائیں کہ وہ ابھی نہیں مرے بلکہ مریں گے۔ یہ کہے جائیں کہ نہیں وہ مر گئے۔ حافظ جلی کا یہ کہنا کہ ”قرآن ان کو رد کر رہا ہے۔ صحیح حدیثیں ان کو رد کر رہی ہیں۔“ یہ صرف کہنا ہی کہنا ہے۔ اگر حوصلہ تھا تو کسی ایک آیت ہی میں دکھایا ہوتا کہ ”ان عیسیٰ مات“ عیسیٰ مر گئے۔ ”قرآن کریم میں تو کسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ”موت“ کا لفظ استعمال ہی نہ کیا گیا مگر وہی جہاں ان کے دوبارہ آنے کے بعد تمام اہل کتب کے ایمان لانے کا واقعہ بیان ہوا۔ یعنی ان من اهل الكتب الا لیؤمنن به قبل موته (اس کا ترجمہ بھی ہم وہی لکھ دیں جو مرزا قادیانی کے خلیفہ نمبر ۱ نے لکھا شاید مرزائی اس کو دیکھ کر ہی ہدایت پا جائیں) ترجمہ ”نہیں کوئی اہل کتب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے (عیسیٰ علیہ السلام کے) پہلے موت اس کی (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔“ (مصل الخطاب ج ۲ ص ۸۰) رہی تو ملی اس کی کیفیت ہم ظاہر کر ہی چکے۔

حافظی نے حج احادیث کا نام تو لیا مگر کوئی ایک حدیث ہی نقل کی ہوتی جس میں یہ
 ہے کہ جو ہوتا ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام مرگے۔ "ملائے اسلام برسوں سے مرزائیوں کو لگا رہے
 ہیں کہ کوئی ایک حدیث ایسی ہی جیسی ہم پیش کر رہے ہیں دکھاؤ جس میں موجود ہو کہ "عیسیٰ بن
 مریم مرگے۔" مگر آج تک نہ کوئی دکھا سکا نہ دکھا سکے۔ ہاں اپنی خود رائی سے قرآن کریم کے معنی
 بدلے۔ احادیث کے معنی بدلے، اصح احادیث میں بیان کیا گیا کہ "عیسیٰ بن مریم آسمان سے
 منارہ شرقی دمشق پر درختوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ باپ لدہ بدجال کو قتل
 کریں گے۔ ۳۵، ۴۰ برس زعمہ رہیں گے۔ سرکار دو عالم کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کریں
 گے۔ پھر مدینہ منورہ ہی میں اٹھل فرمائیں گے۔ وہیں حضور انور ﷺ کے مقبرہ میں اس طرح دفن
 ہوں گے کہ ان کی قبر چھٹی ہو۔" (مخلصا)

اس سے زیادہ دجل و فریب اور کیا ہوگا کہ مرزائی لہت کو بدلیں۔ صرف دھوکہ بدلیں،
 ناموں کو بدلیں، اپنی ڈکٹری نئی بنائیں۔ تعجب ان پر ہی جو ایسے کھلے کھلے امور کو دیکھتے ہوئے بھی
 ان کے فریب میں آئیں اور سمجھانے پر بھی راہ راست نہ پائیں۔
 مرزائی ڈکٹری کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

مرزائی ڈکٹری	الفاظ	مرزائی ڈکٹری	الفاظ
نورالدین دھرا حسن	دہر شیخ	غلام احمد بن حسینی	عیسیٰ بن مریم
شہر لدھیانہ	باپ لدہ	قادیان	کدہ
ظہور سکا	دمشق	نور کی جگہ (اور وہ بیابان جو مرزا قادیانی نے چمکے سے بنایا)	منارہ
جنت یادو زرخ کا گلاوا	قبر	خامان مغل	شریاب
وہ جس کو مرزا قادیانی رڈی کر کے نہ پھینکیں	حدیث	وہ جو مرزا قادیانی آسمان سے لائے۔ (میلان اللہ)	قرآن

وغيره ذلك من الخرافات
 لاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

خطبہ امام حسنؑ

حافظ جی نے کسی جگہ حضرت امام حسن علیہ السلامؑ کی آجاء السلام کے خطبہ کے کلمات دیکھ لئے لہذا بے سوچے سمجھے لکھ ڈالا تاکہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ حیات مسیح کے نبوت میں ایک حوالہ دینے تو دیا۔ اگر ذرا عقل ہوتی، عربی زبان کا کچھ علم ہوتا تو سوچتے کہ امام حسنؑ نے حضرت علیؑ کی رحلت کا ذکر فرماتے ہوئے صرف تاریخ کی اہمیت دکھاتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور وہاں بھی اسی مسلمانوں کے عام اعتقاد کے مطابق حضرت علیؑ کے انتقال کی کیفیت کو قبض کے لفظ سے ظاہر کیا مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے وہ لفظ نہ استعمال کیا بلکہ عرج کہا۔ اگر دونوں کی کیفیت یکساں ہوتی تو ایک لفظ استعمال ہوتا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و خروج کا مسئلہ صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک ایسا مشہور چلا آ رہا ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی بھی اس واقعہ کا کسی عنوان سے ذکر کرتا ہے اس مخصوص کیفیت عروج کی طرف کسی نہ کسی اندازے سے اشارہ کر ہی دیتا ہے۔ وہی شان اس خطبہ کے کلمات میں بھی موجود ہے۔ حافظ جی نے حضرت ابن عباسؓ کا نام لیا ہم نے ان کا عقیدہ پیش کیا اب امام حسن کا ذکر کیا۔ لیجئے اب حضرت امام حسن کا عقیدہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ امام حسنؑ جتنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیف تہلک امة انسا اولہا والمہدی وسطحها والمسیح اخرها" وہ امت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے جس کا اول میں ہوں وسط امام مہدی ہیں اور آخر مسیح علیہ السلام۔ (مکتوٰۃ ص ۵۸۳) یہاں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مہدی اور ہیں اور مسیح دوسرے یعنی وہی مسیح بن مریم، یہ مرزائیوں کا فریب ہے کہ مسیح و مہدی دونوں ایک ہی ہیں۔

عمر مسیح علیہ السلام

نبوت موت مسیح میں جناب حافظ صاحب حج الکرامہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔ (عالم بان کے نزدیک یہ کتاب صحاح ستہ میں داخل ہوگی اس لئے کہ بقول ان کے صحیح حدیثیں تو فقط صحاح ستہ ہی میں ہیں) طلبائے محققین نے اس قسم کی تمام حدیثوں کو جمع فرمایا جس میں حضرت مسیح کی عمر کا ذکر آیا اور جو فیصلہ مختلف احادیث میں تطبیق دینے سے کیا جاسکا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۳۰ سال ان کی عمر شریف کی وہ پوری مدت ہے جو اس زمین پر انہوں نے گزاری اور گزاریں گے۔ مرزائیوں کی عام عادت ہے وہی مرض حافظ جی میں بھی کہیں سے آدھا پاؤ جملہ

لے لیا۔ حدیث کا کوئی جزو ذکر کر دیا تحقیق کرنا پورے جملوں پر نظر ڈالنا یہ علماء کا کام۔ حافظ جی کو اس سے کیا نسبت۔ تحریر طویل ہوتی جاتی ہے۔ ورنہ ہم اس کی تفصیل بھی لکھ دیتے۔

قبر مسیح علیہ السلام

ساتھین جلسہ وخط کو یاد ہوگا ہم نے ترجمہ حدیث کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور رسول اکرم ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ قبر اور مقبرہ کا فرق معمولی اردو پڑھے ہوئے بھی جانتے ہیں۔ حافظ جی کی دھوکہ دہی کے لئے کہ اول ہمارے لفظ کو بدلا پھر یہ یہودہ بات تراشی کہ ”آنحضرت ﷺ کی قبر کو شہید کرنے کی کون مسلمان جرأت کرے گا۔“ پھر قبر کی وہ نئی اصطلاح بتائی جو مرزائی ڈکٹری میں انہیں آنکھ بند کر کے نظر آئی، اور اس تحریف نے بھی ان کی کچھ حاجت روائی نہ کی بلکہ موجب رسوائی ہوئی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا۔

ان تمام لغو باتوں کے جواب میں ہم اپنے ناظرین کو مختصر اودہ فیصلہ سنادیں جو احادیث و آثار صحابہ میں موجود۔ ظاہری معنی کو بدلنا اور من گھڑت معنی لینا آپ نے دیکھ ہی لیا۔ اصول کا مسئلہ ہے کہ یہ الحاد ہے۔ حدیث میں جو لفظ آئے ان کا کھلا مطلب آثار صحابہ میں دیکھئے۔ وہ امام بخاری جن کی تطبیق و روایت کردہ اثر پر بھی حافظ جی اور تمام مرزائی پورا اعتماد رکھتے ہیں۔ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں۔ صاحب درمنثور اس کو ج ۲، ص ۲۳۵ پر بدیں الفاظ درج کرتے ہیں: ”اخرج البخاری فی تاریخہ عن عبداللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ علیہ السلام مع رسول اللہ ﷺ و ابی بکر و عمر فیکون قبرہ رابعاً“ عبداللہ بن سلام جو یہود کے سب سے بڑے عالم تورات و انجیل کے زبردست فاضل مانے جاتے تھے اور اجل اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ و ابو بکر و عمر کے ساتھ دفن کئے جائیں گے پس ان کی قبر اس مقبرہ میں چوتھی قبر ہوگی۔

اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث علامہ ابن جوزی محدث نے ”کتاب الوقاء“ میں نقل کی ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: ”ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکت خمساً و اربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر و عمر (مشکوٰۃ ص ۴۸۰)“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے پھر شادی کریں گے۔ پھر ان

کی اولاد ہوگی اور ۴۵ برس کے بعد رحلت فرمائیں گے پھر میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے پھر حشر کو میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک مقبرہ سے انھیں گے ابو بکر و عمر کے درمیان۔ حافظ جی کہاں تک حدیثوں کا انکار کریں گے اور ان کی تحریف کو حدیثیں چلنے کب دیتی ہیں۔ قبر سے آپ نے باغ جنت مراد لیا تو قطع نظر اس کے قبر کا لفظ اس معنی کے لئے نہ بتایا گیا نہ اس معنی میں مستعمل نہ کسی لغت میں قبر کے یہ معنی آئے نہ زبان عرب کا کوئی محاورہ اس کا شاہد۔ لفظ دفن کو کیا کیجئے گا۔ باغ میں آرام کرنے کو دفن ہونا کس ملک میں بولتے ہیں؟ قادیان کا مخصوص محاورہ ہو تو عجب نہیں کہ وہاں کی ہر بات بے ڈھنگی۔ دنیا میں تو سیر و تفریح آرام کو دفن نہیں بولتے۔ پھر قبر کے معنی باغ جنت لینے پر ابعاً کی صفت کیسے چسپاں ہوگی، اور باغ جنت میں قبروں کی شمار کا کیا طریقہ ہوگا۔ تحریف کرتے شرم تو نہ آئی ہوگی اور تحریف بھی ایسی کملی اور باطل تحریف کے کوئی اجمل بھی نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے پھر شادی کریں گے پھر اولاد ہوگی۔ ۴۵ برس دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے۔ پس میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے۔ ایسے موقع پر کوئی کو دن بھی نہ کہے گا کہ قبر کے معنی مزار نہیں باغ جنت ہے۔ باغ جنت تو ان حضرات کے غلاموں کے لئے بھی ہے اور ان کی قبریں قطعہ جنت بنی ہوئی ہیں مگر قبر کے معنی کا انکار تو کسی طرح بننا ہی نہیں۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر (حشر کو) میں اور عیسیٰ علیہ السلام ایک مقبرے سے انھیں گے۔ ابو بکر و عمر کے درمیان۔ اب اگر قبر کے معنی واقعی مراد نہ لو، تو باغ جنت یہاں کس طرح مراد ہو سکتا ہے؟ حدیث شریف کا ایک ایک کلمہ حافظ کی اس تحریف کو باطل کر رہا ہے۔ مرزائیوں کی غیرت پر حیرت ہے کہ انھیں ایسی صریح باطل بات زبان سے نکالنے کی جرأت کس طرح ہوتی ہے۔

حافظ جی نے ہماری نقل کردہ ایک حدیث پر اور ہاتھ صاف کرنے کی کوشش بے جا کی۔ مگر بے چاروں نے حدیث پڑھی ہوتی تو یہ تمیز آتی کہ حدیث پر تنقید کس طرح کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے ناحق براہ حنادیہ لکھا کہ فلاں حدیث معجز نہیں۔ ان کے لئے سیدھی سی بات وہی تھی جو مرزا قادیانی نے کہا کہ ”جو حدیث ان کی مرضی کے خلاف ہو وہ ردی کی نوکری میں۔“ معاذ اللہ وہ ناحق صاحب کنز العمال کو بدنام کرتے ہیں اور ابن عساکر کی تمام روایتوں کو ناقابل اعتبار بتاتے ہیں۔ انھیں اتنی تمیز کہاں کہ کسی کتاب کو نامعجز کہنا تو کیا حدیث کو ضعیف کرے گا۔ اگر خاص

کسی حدیث پر جمع بہم کی جائے وہ بھی پایہ اعتبار سے ساقط نہیں ہوتی اور جمع بہم کسی حدیث کو ناقابل استدلال نہیں کر سکتی ورنہ ہر حدیث کو جو چاہے نامستحکم بنا دیا کرے۔ کبھی اصول حدیث کو خواب میں بھی دیکھا ہے۔ کچھ بودگی تھی تو وہ ضعف لکھی ہوتی اور اور ایک حدیث ضعیف بھی ہوتی تو جب اس مضمون کی بکثرت صحیح حدیثیں وارد ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے تو انکار کا کیا عمل؟ بلکہ فرض کرو کوئی اور حدیث اس مضمون کی نہ ہوتی صرف ایک حدیث ہی ہوتی اور وہ بھی ضعیف ہوتی تو کیا قابل انکار تھی؟ بھول مرزا کا دیوانی تھی تو حدیث ہی، کس مدنی مہدیت و مسیحت کے الہام کی ڈیک تو نہ تھی کیوں نہ مانی جاتی۔ ضعیف حدیث اس وقت چھوڑی جاتی ہے جبکہ وہ قوی صحیح کے معارض ہو، اس کا معارض ہی کہاں ہے؟ افسوس بے طمی اور مدارک علیہ میں دخل دے کر اپنا ایمان برباد کرنا۔ اللہ ہدایت کرے۔

موظا امام مالک کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اس سے یہ معنی نکالنا کہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں تین مقبروں ہی کا ہونا مقدر تھا۔ حافظ حنی کی مزید جہالت کا ثبوت ہے۔ حدیث میں اس کی رمت بھی نہیں یہ خالص افتراء اور محض بہتان ہے۔ غیرت ہو تو حدیث میں وہ لفظ بتائیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ حجرہ صدیقہ میں تین قبروں ہی کا ہونا مقدر تھا۔ آپ کے دین کا مدار ایسی افتراء پر درازیوں پر ہی ہے؟ ثبوت شے کا نفی ماہر کی دلیل کس نے مانا ہے؟ یہ تو ایک علمی اصول ہے آپ اس کو نہ سمجھ سکے تو اتنا سمجھنا بھی آپ کی عقل سے بالاتر تھا کہ خواب میں کسی کو ایک شے کے پیدا ہونے کی خبر ملنا اس کے اور اولاد ہونے کا انکار نہیں۔ خواب کے ذریعہ سے حضرت امام حسن کی ولادت کی خبر دی گئی تو کیر اس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت خاتونِ جنت کے اور اولاد ہی نہ ہوگی۔ اگر حضرت صدیقہ کے اس خواب میں ان کے حجرہ مبارکہ میں حضور سید عالم ﷺ اور شیخین جلیلین کے مدفون ہونے کی خبر ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیقہ کے زمانہ میں یہ تین حضرات آرام فرمائیں گے۔ نہ یہ معنی کہ پھر اور قبر ہی نہ ہوگی۔ حضرت سید علیہ السلام کا دفن ان کے زمانہ میں نہیں اس لئے ان کی خواب میں اس کا بیان بھی نہیں اور بیان کی حاجت بھی کیا جبکہ صحیح حدیثوں میں صراحت کے ساتھ اس کا بیان موجود ہے تو کیا خواب میں اس کا بیان نہ ہونے سے ان تمام صحیح احادیث کا انکار جائز ہو جائے گا؟

لکھیں امر یہ ہے کہ مرزائی اور حدیث لکھیں؟ وہ تو کجے ہیں، نہ سمجھیں گے، دین میں

سمجھ کے لئے ایمان شرط، جب شرط نہیں تو مشروط کہاں سے آئے؟
 حدیث کو مرزا قادیانی اور ان کے حواریین کیا سمجھ سکتے ہیں جبکہ بقول حافظ جی مدنی
 تک قرآن کریم کے لفظوں کو بھی مرزا قادیانی نہ سمجھ سکے بلکہ ان کے الہام کرنے والے نے بھی ان
 کو نہ سمجھایا برسوں ایسے عقیدہ میں جتلا رہے دیاجوان کے خلیفہ نمبر ۲ کے نزدیک مشرکانہ عقیدہ ہے۔
 حافظ جی کا دعویٰ ہے کہ ”جب تک صریح طور پر مرزا قادیانی کو خدائے تعالیٰ نے خبر نہیں دی وہ بھی
 مسلمانوں کے رکھی عقیدہ کو تسلیم کرتے رہے۔“ کیا حافظ جی نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دنیا میں کوئی عقل
 والا رہا ہی نہیں جو اتنی موٹی بات کو بھی مان جائے کہ کسی معاملہ میں حرام و حلال جائز و ناجائز کا امر یا
 نہیں دوسری چیز ہے اور ایک تاریخی واقعہ بلکہ ایک لفظ کے لغوی معنی دوسری چیز، مرزا قادیانی تو یہ
 دھوئی کرتے ہیں کہ ”توفیٰ کے معنی درحقیقت موت ہیں۔“ تمام آیتیں تمام حدیثیں تمام لغت عرب
 بقول ان کے سب کے سب اس کی تائید کرتے ہیں پس اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ۔

..... مدنیوں برسوں مرزا قادیانی تمام آیتوں، تمام حدیثوں، تمام لغت عرب کے معنی (بقول
 خود) غلط سمجھتے رہے اس وقت تک ان کے نزدیک بھی تمام آیتوں تمام حدیثوں تمام لغت عرب
 میں توفیٰ کے معنی درحقیقت موت کے نہ تھے اب اس کے بعد کبھی تو لغت عرب کے ذریعہ نہ کبھی
 قرآن کے ذریعہ نہ کبھی حدیث کے ذریعہ نہ کبھی بلکہ (بزم خود) صرف اپنے الہام سے کبھی،
 چنانچہ فرماتے ہیں۔ ”اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ سچ بن مریم فوت ہو چکا
 ہے۔“ اس الہام سے مرزا قادیانی یہ کبھی کہ ”توفیٰ کے معنی درحقیقت موت ہی کے ہیں۔“

(ازالہ ابہام ص ۵۶۱، خزائن ج ۳ ص ۴۰۲)

پس اب نہ (مرزائیوں کو) قرآن سے مطلب، نہ حدیث سے فرض، نہ لغت عرب
 سے بحث، صرف یہ دیکھ لینا ہے کہ مرزا قادیانی کا الہام سچا یا جھوٹا خدا کی طرف سے ہے یا شیطان
 کی طرف سے؟ اس کی پہچان خدائے قدوس نے قرآن کریم میں بتا دی کہ: ”لو کان من
 عند غیر اللہ لو جدوا فیہ اختلافاً کثیراً“ اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو تم
 اس میں بہت اختلاف پاتے یعنی جن الہاموں میں اختلاف ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔
 انصاف پسند حضرات بغور دیکھیں کہ اس محوم الہام کی رو سے انسی متوفیک کے معنی ہوئے
 ”میں تجھے مارنے والا ہوں۔“ چنانچہ بقول مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ اب
 دوسرا محوم الہام دیکھئے جناب مرزا قادیانی (برائین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴ حاشیہ) میں
 فرماتے ہیں کہ: بعد اس کے الہام ہوا یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی۔ اے عیسیٰ (یہاں

عیسیٰ سے مراد جناب مرزا قادیانی ہیں اس لئے کہ یہ الہام ان پر ہو رہا ہے ان کے متعلق ہے۔ (معاذ اللہ) ”میں تجھے کامل اجر بخشوں گا نیز فرمایا اے عیسیٰ (مرزا قادیانی) میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

خدا را انصاف شرط ہے اللہ! کوئی غور کر کے کہ اس مرمومہ الہام میں جبکہ لفظ متوفیک مرزا قادیانی کے لئے استعمال کیا گیا تو الہام ہی میں اس کے معنی ”کامل اجر بخشوں گا۔“ فرمائے گئے ”پوری نعمت دوں گا۔“ بتائے گئے اور جب یہی وحی ربانی حضرت عیسیٰ بن مریم کے متعلق قرآن حکیم میں ذکر ہوئی تو مرزا قادیانی ہی کے مرمومہ الہام میں یہ معنی بتائے گئے کہ ”وہ فوت ہو چکا ہے۔“ وہی لفظ بالکل اسی شان سے اسی عبارت میں جب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آیا تو الہام کرنے والا دوسرے معنی بتائے۔ یا تو یہ مرزا قادیانی پر الہام کرنے والا دروغ گودا حافظہ نباشد کا مصداق ہے۔ یا الہام کا مدعی ہی مفتری و کذاب۔

سچے خدا کا الہام ہمیشہ سچا

اس شکل کو دیکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مرزائی صاحبان اپنی آئندہ تحریروں میں ”توفی“ کے معنی کے متعلق جہاں اور شرطیں لکھتے رہے اب اس شرط کا اضافہ کر دیں گے اور یہ لکھیں گے کہ ”توفی باب تعلق سے ہونا فاعل اللہ ہو مفعول بہ خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم مسیح ناصر علیہ السلام ہوں تو اس کے معنی موت ہی کے ہوں گے۔“ ورنہ اگر وہ یہ شرط نہ لگائیں گے تو ان کے چیلنج کے جواب میں مرزا قادیانی کے مرمومہ الہام (برہان احمدیہ ص ۵۱۹، ۵۵۷، خزائن ج ۱ ص ۶۱۹، ۶۲۳) کو پیش کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی کو بھی تو اجماری کلام کا دعویٰ ہے ہی اور اس کے معنی چونکہ وہیں (بہ زعم مرزا قادیانی) الہام ہی میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لہذا مرزائیوں کو ان کے ماننے میں انکار بھی نہ ہوگا۔

۲..... حافظ جی نے اپنی اس عبارت میں یہ بھی مان لیا کہ ”حیات مسیح مسلمانوں کا رسمی عقیدہ تھا۔ اسی لئے مرزا قادیانی اسے تسلیم کرتے رہے۔“

پس جب حافظ جی کو یہ تسلیم ہے کہ حیات مسیح تمام مسلمانوں کا عقیدہ تھا تو اس میں بھی انہیں تامل نہ ہوگا کہ اس کے بعد (مرمومہ الہام ہی کے ذریعہ سخی) جو عقیدہ مہمات مسیح کا سکھایا وہ اس عقیدہ کیخلاف ایک نیا طریقہ تھا۔ اب ہم حدیث شریف میں دیکھتے ہیں کہ پرانے طریقے کیخلاف نیا طریقہ بتانے والے کون ہوتے ہیں اور ہمیں ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔

حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ”ان بین یدی الدجال کذابون ثلثون او اکثر قال ما ایتهم قال ان یاتوک بسنة لم تکنوا علیہا یغیرون بها سنتکم و دینکم فاذا رأیتموهم فاجتنبوهم و عادوهم (رواہ الطبرانی من ابن عمر)“ دجال سے پہلے تیس یا زیادہ کذاب ہوں گے۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ ان کی نشانی کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس وہ طریقہ لے کر آئیں گے جس پر تم پہلے نہ ہو گے وہ اپنے اس طریقہ سے تمہارے طریقہ اور دین کو بدل ڈالیں گے جب تم انہیں دیکھو تو ان سے بچنا اور ان سے عداوت رکھنا۔ (کنز العمال ج ۷، ص ۱۷۱)

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا، بن لیا، حضور ﷺ نے ہمیں ذرا ذرا سی باتوں کی بھی خبریں پہلے ہی سے دے دیں ہر قسم کی بچانیں بتادیں غفل انتم منتہون! اب بھی اسی دجالی فتنہ سے نہیں بچو گے؟

حافظ جی کی دو دور قیوں کا جواب مختلف عنوانوں کے ماتحت ختم ہوا۔ ان کا اس دور قی میں آخری جموٹ کہ (حافظ جی کی) ”ان تحریروں نے ہمیشہ پریشان کیا ہے۔“ مارشس والوں پر روشن کہ پریشان ہم تھے یا حافظ جی، جواب کا ”دندان شکن“ ہونا دلائل سے ظاہر۔ بہر صورت ہمیں ان فضولیات سے کچھ سروکار نہیں۔ وہ ہمیں اس سے زیادہ سب و شتم کر لیں لیکن خدار اللہ جل و علا اور رسول اللہ ﷺ پر حملہ سے باز آئیں۔

باوصف مشاغل کثیرہ چلتے چلتے لقم برداشتہ دو نمبروں کے جواب دے ہی چکا تھا اب کہ جہاز میں سفر کر رہا ہوں، چاروں طرف نصاریٰ کا ہجوم ہے خود میری کیمین میں چار کیتھولک پادری میرے قریب کے کیمین میں پادریوں کا انسپکٹر پرنسٹنٹ پادری وغیرہ بھی بہت سے آزاد خیال افراد میں بھی بہت سے مچلے..... میرا وہی حال ہے جو مارشس میں تھا چاروں طرف مختلف قسم کے مسائل پوچھنے والے، ہجوم کئے ہوئے اور میں تنہا جواب دینے کے لئے۔ یکسوئی کے ساتھ تحریر کی مہلت عطا، پھر اس پر یہ عجیب ماجرا کہ ایک طرف دائیں آنکھ میں سخت درد، دوسری طرف تکلیف درد۔ معاہدہ تعالیٰ اسی حالت میں جو کچھ لکھا گیا وہ حاضر۔

مالک عالم کلام میں اثر دے جو ناظرین کے قلوب کو انوار ہدایت سے بھر دے۔ اگر اسے دیکھ کر ایک مرزائی بھی راہ راست پر آ گیا تو یہ بہترین ثمرہ ہوگا۔

مجھے مسودے کو صاف کرنا تو کہا بنور نظر ثانی کی بھی فرصت نہیں۔ اس لئے ناظرین سے التجا ہے کہ اگر کہیں سہودستی پائیں معاف فرمائیں اور بالفرض ناقل و کاتب صاحب سے

کتابت میں غلطی ہو تو مجھے ذمہ دار نہ بنائیں بلکہ خود اصلاح فرمائیں، دعائے خیر میں ہمیشہ یاد کرتے رہیں کہ مالک عالم اصدائے دین کی سرکوبی اور دین متین کی کج خدمت کے لئے حرید قوت و ہمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طہ و یسین ﷻ و علی اصحابہ اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین!

محمد عبدالطیم الصدیقی قادری

کیمبن ۲۱۹، ایس ایس جنرل وارڈ..... یکم مئی ۱۹۳۹ء

تقریظ جلیل

صدر الافاضل بدرالہماثل خلیفہ اعلیٰ حضرت

علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین قادری اشرفی حنفی مراد آبادیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم!

عزیز و محب حامی دین ناصر شرع متین مولانا الحاج شاہ محمد عبدالطیم صاحب صدیقی سلمہ اعلیٰ الولی و حفظہ من شر کل غوی و ایہدہ بالایہ القوی نے مرزائی کا قلم برداشتہ جواب سفر کی ردا روی اور جہاز پر ملاقاتوں کے ہجوم میں ایسا لکھا کہ باید و شاید۔ حقیقت واضح ہو گئی اور مرزائیت کے بطلان کا پردہ فاش ہو گیا۔

مرزائی مبلغ کا رد بھرا اللہ مبلغ وجہ پر ہوا اور مرزائی دین کی بنیادیں حنزل ہو گئیں سلامت بیان، روانی مضمون، قوت دلیل، حسن ادا ایک ایک بات قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا کی اس تحریر کو کم گشتان راہ کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ درحقیقت مولانا موصوف اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں اور انہوں نے دور دراز ممالک اور جزائر میں پہنچ کر بروجر کے سفروں کی صعوبتیں برداشت کر کے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی خدمتیں وقف کر دی ہیں۔ جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء!

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

محمد نعیم الدین المراد آبادی مخفر لہا ہادی!